بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ + عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

روزنامہ

الفضل

ربوہ

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

فون ۴۴۹

جلد ۳۸/۷۳ | ہفتہ ۸ شوال المکرم ۱۴۰۴ھ ہجری قمری | ۷ وفا ۱۳۶۳ ہش | ۷ جولائی ۱۹۸۴ء | نمبر ۱۵۴

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اخبار احمدیہ

ربوہ ۵ وفا/ جولائی۔ حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے بارے میں آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ

"عام طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر ہے"

احباب کرام خاص توجہ اور التزام کے ساتھ دعائیں کرتے رہیں کہ مولائے کریم اپنے فضل سے حضرت سیدہ ممدوحہ کو صحت کاملہ وعاجلہ سے نوازے اور برکتوں سے معمور طویل زندگی عطا فرمائے آمین

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

جو اپنے فاسقانہ افعال کو حد تک پہنچا دیتا ہے جلد ہلاک کیا جاتا ہے

وہ دیکھ رہا ہے کہ تمہارے دل کیسے ہیں، کیا اس کے آگے بھی مکاریاں پیش جاتی ہیں

باہم بخل اور کینہ اور حسد اور بغض اور بے مہری چھوڑ دو اور ایک ہو جاؤ!

"سچائی اختیار کرو، سچائی اختیار کرو کہ وہ دیکھ رہا ہے کہ تمہارے دل کیسے ہیں کیا انسان اس کو بھی دھوکہ دے سکتا ہے؟ کیا اس کے آگے بھی مکاریاں پیش جاتی ہیں؟ نہایت بدبخت آدمی اپنے فاسقانہ افعال اس حد تک پہنچاتا ہے کہ گویا خدا نہیں۔ تب وہ بہت جلد ہلاک کیا جاتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کو اس کی کچھ بھی پروا نہیں ہوتی۔

عزیزو! اس دنیا کی مجرد منطق ایک شیطان ہے۔ اور اس دنیا کا خالی فلسفہ ایک ابلیس ہے جو ایمانی نور کو نہایت درجہ گھٹا دیتا ہے اور بے باکیاں پیدا کرتا ہے اور قریب قریب دہریت کے پہنچاتا ہے سو تم اس سے اپنے تئیں بچاؤ اور ایسا دل پیدا کرو جو غریب اور مسکین ہو اور بغیر چون و چرا کے حکموں کو ماننے والے ہو جاؤ جیسا کہ بچہ اپنی والدہ کی باتوں کو مانتا ہے۔

قرآن کریم کی تعلیمیں تقویٰ کے اعلیٰ درجہ تک پہنچانا چاہتی ہیں۔ ان کی طرف کان دھرو اور ان کے موافق اپنے تئیں بناؤ۔ قرآن شریف انجیل کی طرح تمہیں صرف یہی نہیں کہتا کہ نامحرم عورتوں یا ایسوں کو جو عورتوں کی طرح محل شہوت ہو سکتی ہے شہوت کی نظر سے مت دیکھو بلکہ اس کی کامل تعلیم کا منشا یہ ہے کہ تو بغیر ضرورت نامحرم کی طرف نظر مت اٹھا نہ شہوت سے اور نہ بغیر شہوت بلکہ چاہیئے کہ تو آنکھیں بند کر کے اپنے تئیں ٹھوکر سے بچاوے تا تیری دلی پاکیزگی میں کچھ فرق نہ آوے۔ سو تم اپنے مولیٰ کے اس حکم کو خوب یاد رکھو اور آنکھوں کے زنا سے اپنے تئیں بچاؤ اور اس ذات کے غضب سے ڈرو جس کا غضب ایک دم میں ہلاک کر سکتا ہے۔ قرآن شریف یہ بھی فرماتا ہے کہ تو اپنے کانوں کو بھی نامحرم عورتوں کے ذکر سے بچا اور ایسا ہی ہر ایک ناجائز ذکر سے۔

مجھے اس وقت اس نصیحت کی حاجت نہیں کہ تم خون نہ کرو۔ کیونکہ بجز نہایت شریر آدمی کے کون ناحق کے خون کی طرف قدم اٹھاتا ہے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ ناانصافی پر ضد کر کے سچائی کا خون نہ کرو۔ حق کو قبول کر لو اگرچہ ایک بچہ سے۔ اور اگر مخالف کی طرف سے حق پاؤ تو پھر فی الفور اپنی خشک منطق چھوڑ دو سچ پر ٹھہر جاؤ اور سچی گواہی دو۔ جیسا کہ اللہ جلشانہٗ فرماتا ہے فاجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور یعنی بتوں کی پلیدی سے بچو اور جھوٹ سے بھی کہ وہ بت سے کم نہیں۔ جو چیز قبلہ حق سے تمہارا منہ پھیرتی ہے وہی تمہاری راہ میں بت ہے۔ سچی گواہی دو۔ اگرچہ تمہارے باپوں یا بھائیوں یا دوستوں پر ہو۔ چاہیئے کہ کوئی عداوت بھی تمہیں انصاف سے مانع نہ ہو۔

(باقی صفحہ ۷ پر)

محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی علالت اور خصوصی دعاؤں کی تحریک:

ربوہ ۵ وفا/ جولائی۔ محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب امیر مقامی و ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ کی طبیعت چند روز سے ناساز ہے ماہر ڈاکٹروں کی زیر نگرانی علاج جاری ہے۔

احباب کرام کی خدمت میں درخواست ہے کہ محترم صاحبزادہ صاحب موصوف کی کامل شفایابی کے لئے دعائیں کرتے رہیں۔

انسانی تمدن کے کمال کا ایک ضروری جزو:

"انسانی تمدن کے کمال کا ایک ضروری جزو یہ بھی ہے کہ انسان کو سفر اور اقامت کی سہولت حاصل ہو اور اس پر سے غیر ضروری پابندیاں اٹھا دی جائیں۔ موجودہ زمانہ کے فسادات کی ایک بڑی وجہ اس حکم کی طرف سے عدم اعتناء بھی ہے۔ مختلف اقوام ایک دوسرے کے خلاف پابندیاں لگاتی ہیں کہ فلاں قوم ہمارے ملک میں نہ آئے یا ہمارے ملک میں نہ رہے اور اس طرح خدا تعالیٰ کی نعمتوں کو اپنے لئے مخصوص کرنا چاہتی ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے سب دنیا کو سب انسانوں کے لئے پیدا کیا ہے۔ اور اس قسم کی روکیں پیدا کر کے دوسروں کو خدائی نعمتوں سے محروم کرنا بڑا گناہ ہے۔ اس وقت بعض بڑے بڑے

(باقی صفحہ ۸ پر)

پبلشر: مسعود احمد، پرنٹر: سید عبد الحی، مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ، مقام اشاعت دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ، قیمت ۵۵ پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

۸ شوال ۱۴۰۴ھ

۷ وفا ۱۳۶۳ ہش

ہر قسم کے فساد سے پاک حقیقی راہِ اعتدال

ہم گزشتہ شمارہ میں یہ واضح کر چکے ہیں کہ دین میں فساد و بگاڑ کی ایک واضح علامت یہ ہوتی ہے کہ لوگ دنیا اور اس کی زینتوں میں اس قدر منہمک ہوتے ہیں کہ وہ دین اور اس کے عملی تقاضوں سے غافل ہو کر بے قید زندگی گزارنے لگتے ہیں اور پھر بھی اپنے آپ کو دیندار ہی شمار کرتے ہیں بلکہ سمجھتے یہ ہیں کہ وہ دین کے سب سے بڑے علمبردار ہیں۔ حالانکہ اصل دینداری اس امر میں مضمر ہوتی ہے کہ دین کو دنیا پر بہر حال مقدم رکھا جائے۔ دنیا کمانے میں کوئی حرج نہیں بلکہ ضرور کمانی چاہیئے لیکن اس شرط کے ساتھ کہ وہ اخروی فلاح پر منتج ہو۔ یہ جبھی ممکن ہو سکتا ہے کہ دنیا کمانے کے ساتھ ساتھ دین کے عملی تقاضوں سے غفلت نہ برتی جائے بلکہ انہیں کمال مستعدی سے ادا کیا جائے۔

دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والے ایسے مومنوں کو اللہ تعالیٰ نے اس امر کی ضمانت دی ہے کہ وہ دین کے ساتھ دنیا میں بھی خسارہ میں نہیں رہیں گے۔ اخروی فلاح بھی ان کے حصہ میں آئے گی اور اس دنیا میں بھی خدا تعالیٰ انہیں غیر معمولی برکتوں سے نوازیگا چنانچہ اللہ تعالیٰ اس ضمانت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَإِقَامِ الصَّلٰوةِ وَإِيتَاءِ الزَّكٰوةِ يَخَافُونَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ وَالْأَبْصَارُ ۝ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوا وَيَزِيدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهِ ۗ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ (النور آیت ۳۸-۳۹)

ترجمہ: کچھ مرد ایسے ہیں جن کو اللہ کے ذکر سے اور نماز کے قائم کرنے سے اور زکوٰۃ کے ادا کرنے سے نہ تجارتی کاروبار اور نہ سودا بیچنا غافل کرتا ہے وہ اس دن سے ڈرتے ہیں۔ جس دن دل الٹ جائیں گے اور آنکھیں پلٹ جائیں گی (دین کو دنیا پر اس طرح مقدم رکھنے کا) نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ ان کو ان کے اعمال کی بہتر سے بہتر جزا دے گا اور ان کو اپنے فضل سے (مال اور اولاد میں) بڑھا دے گا اور جس کو اللہ چاہتا ہے بغیر حساب کے رزق دیتا ہے۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے حقیقی مومنوں کی علامت یہ بیان فرمائی ہے کہ وہ دنیوی کاروبار سے دستکش نہیں ہوتے بلکہ دنیوی زندگی کی تمام ذمہ داریوں کو ادا کرتے ہیں لیکن دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہوئے دنیوی کاروبار میں اس درجہ منہمک نہیں ہوتے کہ دینی فرائض سے غافل ہو جائیں وہ ساتھ کے ساتھ دینی فرائض کو بھی پورے عزم و تعہد سے بجا لاتے ہیں بلکہ دنیوی کاروبار میں مصروف ہی اس لئے ہوتے ہیں کہ دینی فرائض کو زیادہ مستعدی اور دلجمعی سے ادا کرنے کے قابل ہو سکیں۔ دنیا انکا مقصود نہیں ہوتی بلکہ اصل مقصود کے حصول کا ذریعہ ہوتی ہے اور وہ اصل مقصود یہی ہوتا ہے کہ انہیں رضائے الٰہی حاصل ہو اور قیامت کے دن انہیں اللہ تعالیٰ کے حضور شرمندہ نہ ہونا پڑے۔ اسی لئے وہ دنیوی کاروبار میں مصروفیت کے دوران بھی خدا تعالیٰ کا ذکر کرتے رہتے ہیں اور اس کی یاد سے ایک لمحہ کے لئے بھی غافل نہیں ہوتے۔

ان آیات میں اگر دیکھا جائے تو دین کی پوری روح سمائی ہوئی ہے۔ اسلام رہبانیت کا قائل نہیں ہے وہ دنیا سے فرار کی تعلیم نہیں دیتا۔ اس نے مومنوں کے لئے یہ لازمی قرار دیا ہے کہ وہ تمام دنیوی ذمہ داریاں بھی ادا کریں اور پھر ساتھ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی یاد اور اس کے عائد کردہ جملہ دینی فرائض سے ایک لمحہ کے لئے بھی غافل نہ ہوں بلکہ ان کی ادائیگی کو مقدم رکھیں۔ اس نے حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کی بجا آوری پر زور دیا ہے اور دونوں کو باہم لازم و ملزوم گردانا ہے اور پھر حقوق العباد کو اس طور پر ادا کرنے کی تلقین کی ہے کہ اس میں بھی تعظیم لامر اللہ کی روح کارفرما نظر آئے یہاں تک کہ دنیوی امور میں بھی مومنوں کی ہر حرکت و سکون عبادت کا درجہ اختیار کر لے اور اس طرح وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ کے مطابق انسان کی پیدائش کی اصل غرض پوری ہو سکے۔

سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ اس آخری زمانہ میں اس فساد و بگاڑ

(باقی دیکھیئے صفحہ پر)

عزیزو عید کی ساعت تمہیں مبارک ہو

خدائے زندہ کی رحمت تمہیں مبارک ہو
عزیزو عید کی ساعت تمہیں مبارک ہو

گزر گیا ہے یہ رمضاں۔ یہ صبر و ذکر و دعا
یہ صبر و ذکر و عبادت تمہیں مبارک ہو

گزارے گرسنہ و تشنہ یہ پہاڑ سے دن
یہ صبر و ضبط کی نعمت تمہیں مبارک ہو

کڑکتے جون کی گرمی میں بھی۔ بہ راہِ خدا
یہ جسم و جاں کی ریاضت تمہیں مبارک ہو

حضورِ دوست جھکے دن کو تم۔ زہے تحسیں
فغانِ شب کی سعادت تمہیں مبارک ہو

رسولِ پاکؐ کے احکام کی بہ دل۔ تعمیل
یہ دل سے اسکی اطاعت تمہیں مبارک ہو

عقیدتوں کی فضا میں تصوراتِ بلند
یہ انتہائے عقیدت تمہیں مبارک ہو

نہ تم کو کر سکے بے دل۔ یہ دن بھی اے پیارو
یہ جذبِ دل، یہ عقیدت تمہیں مبارک ہو

بہ ضبطِ حق بھی، کئے تم نے ہر طرح پورے
حقوقِ دوست۔ بہ فرحت تمہیں مبارک ہو

تمہارے دم سے ہے زندہ وقارِ عشق و وفا
وقارِ عشق کی عظمت۔ تمہیں مبارک ہو

لبوں پہ آ رہا ہے بار بار یہ محمود
عزیزو عید کی ساعت تمہیں مبارک ہو

(مرزا محمود احمد ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا

حسین انتقام

جس نے جسموں پر ہی نہیں دلوں پر بھی قبضہ کیا

(مکرم کیپٹن شیخ نثار احمد صاحب ۔ لاہور چھاؤنی)

بکر کو تین سال کے لیے جیل بھیج دیا گیا۔ اس لیے کہ زید نے اس کی بداخلاقی پر اسے لعنت و ملامت کی تھی۔ بکر اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکا اور انتقام کا وقت ڈھونڈنے لگا۔ موقع پا کر زید کی ٹانگیں توڑ دیں۔

ت کو اس لیے عمر قید کی سزا ہوئی کہ اس نے اپنی جھوٹی انا کی خاطر ب کو قتل کر دیا تھا۔ چونکہ ب نے ت کے بھائی کو سرِ بازار پیٹا تھا جو ت کی انا کا مسئلہ بن گیا۔ ت غصہ میں اس قدر مشتعل ہو گیا کہ اس کے پاس ایسا انتقام لیے بغیر کوئی چارہ نہیں تھا۔

یہ تو تھیں انتقام کی انفرادی مثالیں قومیں اور حکومتیں بھی اس قسم کے انتقام سے مبرا نہ تھیں تاریخ بتاتی ہے۔ کہ چنگیز خاں اور ہلاکو خاں نے ملک فتح کرنے کے بعد لاشوں کے انبار لگا دیئے۔ صرف اس لیے کہ بے گناہ عوام مفتوح ملک کے باشندے تھے۔

آج بھی ترقی یافتہ اور مہذب قومیں انتقام کی ایسی ہی آگ میں جل رہی ہیں جہاں بھی کوئی حکومت قوت کے بل پر اقتدار میں آئی تو نئی حکومت نے خون سے ایسی ہولی کھیلی کہ معصوم بچے (جو یہ جانتے بھی نہ ہوں گے کہ نئی حکومت نے اقتدار سنبھال لیا ہے) عورتیں اور مرد، بوڑھے اور جوان بے دریغ قتل کیے گئے۔ ان کا قصور کیا تھا؟ یہی کہ وہ پہلی حکومت میں برسرِ اقتدار تھے یا پہلی حکومت میں تحسین کی نظر دیکھے جاتے تھے۔ یہ تھیں انتقام کی مختلف وجوہات۔ ایسا انتقام جس سے انسانیت کو گھن آتی ہے۔ ایسا انتقام جو دلوں پر تو کیا جسموں پر بھی قبضہ نہ کر سکا۔ ایسا انتقام جس نے محبت کی بجائے۔ نفرتوں کے بیج بوئے۔ ایسا انتقام جس نے ایک نئے انتقام کو جنم دیا اور نہ ختم ہونے والا قتل و غارت کا سلسلہ چل پڑا۔

آج ہم ایک ایسے انتقام کا ذکر کریں گے جس نے جسموں پر ہی نہیں دلوں پر بھی قبضہ کیا۔ انتقام لینے والوں کے لیے اپنا دھن من قربان کر دیا۔ جنہوں نے اپنے پیارے خاوندوں اور لختِ جگر کی شہادت پر غم نہ کیا بلکہ یہ سمجھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سلامت ہیں تو دنیا بھر کی خوشیاں موجود ہیں۔ جنہوں نے اس پیارے وجود صلی اللہ علیہ وسلم کو تیروں کی بوچھاڑ سے محفوظ رکھنے کے لیے اپنا ہاتھ مفلوج کر لیا۔ اگر ان کے پاس جان سے بھی زیادہ پیاری چیز ہوتی تو وہ بھی قربان کر دیتے۔

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ خاتم النبیین رحمت للعالمین جن کو سرداران قریش امین اور صدیق کے نام سے پکارتے تھے۔ جنہوں نے خانہ کعبہ کی از سر نو تعمیر کے وقت حجرِ اسود کو اپنی جگہ رکھنے پر عرب کے مختلف قبیلوں کو خون کی ہولی کھیلنے سے بچایا۔ وہ سب آپ کے ممنونِ احسان تھے۔ آپ نے جب خدا سے خبر پا کر دعویٰ کیا کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ سو میں تمہیں دعوت دیتا ہوں کہ ان تین سو ساٹھ خداؤں کو چھوڑ دو۔ لات و عزیٰ و ہبل محض ایک پتھر ہیں یہ تمہارے خدا نہیں۔ تمہیں کسی بھی بات سے محفوظ نہیں رکھ سکتے خدا صرف اور صرف ایک ہے۔ جس کا کوئی شریک نہیں لا الٰہ الا اللہ اللہ اکبر اللہ اکبر۔ اللہ سب سے بڑا ہے وہی تمہارا خالق مالک رازق ہے کائنات کی کسی چیز کے سامنے نہ جھکو بلکہ اس خدا کے آگے جھکو جس نے ان چیزوں کو پیدا کیا۔ لیکن بدقسمت سرداران قریش نے اس زعم میں کہ ہمارے تین سو ساٹھ خدا ہیں اور ہم ہیں بھی اکثریت میں، اس خدائی آواز کو جو گزشتہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء سناتے آئے ہیں کو سنا تو غیظ و غضب میں اندھے ہو گئے ان پر ایک جنون سوار ہو گیا۔ اور وہ اس آواز کو مٹانے کے درپے ہو گئے۔ اگر ایک کو اللہ اکبر کہنے پر چٹائی میں لپیٹ کر ناک میں آگ کا دھواں دیا جاتا تو دوسرے کو اس کا چچا رسیوں سے باندھ کر پیٹتا۔ اگر عبداللہ بن مسعودؓ کو قریش نے صحنِ کعبہ میں مار مار کر ہلکان کر دیا۔ تو ابوذر غفاریؓ کو اتنا مارتے کہ زمین پر بچھا دیتے۔

حضرت بلالؓ کو دوپہر کے وقت جھلس دینے والی گرمی میں ننگے بدن تپتی ہوئی زمین پر لٹا کر سینے پر پتھر رکھے جاتے۔ گلے میں رسہ ڈال کر پتھریلے کوچوں میں گھسیٹتے۔ صہیب بن سنانؓ کو اتنا پیٹا جاتا کہ حواس مختل ہو جاتے۔ خبابؓ کو بھٹی کے دہکتے ہوئے کوئلوں پر لٹا دیا جاتا کہ کوئلے جل جل کر ٹھنڈے ہو جاتے۔

یہ تو تھیں مردوں پر ظلم کی داستانیں۔ صحابیاتؓ جو کسی کی مائیں، کسی کی بہنیں اور کسی کی بیٹیاں تھیں وہ بھی کفار کے مظالم سے محفوظ نہیں تھیں۔ چنانچہ ابوجہل نے زنیرہؓ کو اس قدر پیٹا کہ آنکھیں ضائع ہو گئیں لبینہؓ کو عمر اسلام لانے سے پہلے جب مارتے مارتے تھک جاتے تو دم لے کر پھر مارنا شروع کر دیتے۔ بوڑھی سمیہؓ کو ظالم اور سفاک ابوجہل نے نیزہ مار کر شہید کر دیا۔

یہ چند روح فرسا داستانیں رحمت للعالمین کے جاں نثاروں کی تھیں۔ جو مسلسل ایذاؤں کے باوجود یہی اعلان کر رہے تھے۔ کہ خدا ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتے رہے کہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں لیکن کفارِ مکہ تھے کہ تم سچ کو چھوڑ کر جھوٹ بولو اور یہ کہو کہ لات و عزیٰ ہی سب سے بڑے ہیں۔ تم حقیقت کو چھوڑ کر ہماری غلط باتوں کو دل میں جگہ دو کفارِ مکہ بے انتہا ظلم ڈھانے کے بعد بھی تشنگی محسوس کر رہے تھے۔ کفر کی آگ ان کے سینوں میں مزید بھڑکتی رہی۔ اس آگ سے نجات پانے کے لیے۔ انہوں بانیٔ اسلامؐ کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کا ناپاک منصوبہ بنایا.... وہ پیارا وجود جو امن کا پیامبر تھا، وہ وجودِ مقدس جو سب جہانوں کے لیے رحمت بن کر آیا، جو ایسا پیغام لایا جس میں ان کی نجات تھی۔ اس پاکیزہ وجود سے ان کی قوم یہ سلوک کر رہی تھی کہ کبھی آپؐ کے پڑوسی آپؐ کے گھر میں پتھر اور گندی چیزیں پھینکتے۔ کبھی آپؐ کے گلے میں کپڑا ڈال کر اس زور سے بھینچا جاتا کہ دم گھٹنے لگتا۔ آپؐ جب خدائے واحد کے حضور سربسجود ہوتے تو اونٹنی کا بچہ دان جو گندگی سے بھرا ہوتا، آپؐ کے اوپر ڈال دیتے لیکن اس انسانِ کامل کا انتقام یہ تھا انی امرت بالعفو۔

طائف کے سفر میں جب اوباش نوجوانوں نے پتھر مار مار کر آپؐ کے جسم مبارک سے اتنا خون بہایا کہ جوتیوں میں جم گیا۔ تو اس موقع پر پہاڑوں کا فرشتہ آیا اور کہا "مجھے خدا نے آپؐ کے پاس بھیجا ہے اگر ارشاد ہو تو میں پہلو کے دونوں پہاڑ ان لوگوں پر پیوست کر کے ان کا خاتمہ کر دوں" (سیرۃ خاتم النبیینؐ صفحہ ۳۱۱)

گھر سے دور۔ عزیز و اقارب سے دور یہ ایسا ظلم تھا کہ کوئی بھی انسان بغیر توقف کے ہاں کہہ دیتا۔ مگر مگر رحمۃ للعالمینؐ نے کس قدر حسین انتقام لیا۔

آپؐ نے فرمایا "نہیں نہیں۔ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں میں سے وہ لوگ پیدا کرے گا جو خدائے واحد کی پرستش کریں گے (ایضاً)

اور پھر دعا کی اے اللہ انہیں ہدایت دے یہ نہیں جانتے کہ یہ کیا کہہ رہے ہیں سبحان اللہ کیسا عجیب انتقام تھا کہ دشمن جان لینے پر تلے ہوئے ہیں اور ان کے حق میں دعا کی جا رہی ہے۔ یہ تھا ایک مظلوم کا انوکھا انتقام!

یہ جسمانی ایذائیں آپؐ اور آپؐ کے صحابہؓ کو کیوں دی گئیں۔ اس لئے کہ آپؐ کی سچی باتوں سے کفار کی دلآزاری ہوتی تھی۔ ان کے جذبات مجروح ہوتے تھے۔ ان کے سینوں پر بھالے برستے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ ہم تمہیں اجازت نہیں دے سکتے کہ تم کہو "اللہ سب سے بڑا ہے"۔ اس کی بھی اجازت نہیں دے سکتے کہ تم گواہی دو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خدا کے رسول ہیں اور یاد رکھو کہ تمہارا لا الٰہ الا اللہ کہنا بھی ناقابلِ معافی جرم ہوگا۔ وہ کہتے تھے کہ تم خدا کا گھر نہیں بنا سکتے۔ تم اپنا نام خود نہیں رکھ سکتے۔ ہم تمہارا نام رکھیں گے۔ ہم کہتے ہیں تم صابی ہو۔ یہ تمام مطالبات جب کفارِ مکہ کے سینوں کی آگ کو ٹھنڈا نہ کر سکے تو انہوں نے سوچا کہ کیوں نہ ایسا مطالبہ پیش کیا جائے کہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔ سو انہوں نے سختی سے کہا کہ تم اپنے نظریات کی اشاعت نہیں کر سکتے ان کے مسلسل مطالبات پیش کرنے پر خدا تعالیٰ نے ان کی سوچ چھین لی کہ جس انسان کو کسی بات سے منع کرو وہ خود اس کی جستجو میں لگ جاتا ہے۔ چنانچہ طفیل بن عمرو جو قبیلہ اوس کا ایک رئیس اور شاعر تھا۔ اس نے کفارِ مکہ کے بہکانے پر کہ محمدؐ کی باتیں نہ سننا۔ کانوں میں روئی ٹھونس لی۔ تا ان کی باتیں دماغ تک نہ پہنچ سکیں۔ انسان کی ایک فطرت جستجو نے اسے آپؐ کی باتیں سننے پر مجبور کر دیا اور مسلمان ہو گیا۔ (سیرۃ خاتم النبیینؐ حصہ اول)

کفارِ مکہ کا اشاعتِ حق سے روکنا اس بات کا اقرار تھا کہ علم سے وہ بے علم ہیں۔ وہ تو عداوت برائے عداوت کے عادی تھے۔

یہ تمام مطالبات کفارِ مکہ کو سکون نہ دے سکے۔ ان کی لیے چنگی آگ بن کر ان کے جسموں کو جھلسنے لگی۔ اپنی تمام رکاوٹوں کے باوجود اسلام کی ترقی دیکھ کر وہ مطالبات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پر مطالبات کئے جا رہے تھے۔ انھوں نے ایک فیصلہ کن مطالبہ کیا کہ تم خدائے واحد کے کلام کی تلاوت نہیں کر سکتے۔ (گو ان کے دل خود گواہی دے رہے تھے کہ یہ پُر سحر کلام سننے سے کوئی بھی سعید روح خدائے واحد پر ایمان لائے بغیر نہیں رہ سکتی) وہ مطالبہ کر رہے تھے۔ انہیں خدشہ تھا کہ اگر حضرت عبداللہ بن سلام جو یہودیوں میں چوٹی کے عالم تھے۔ شاہ نجاشی اور عمرؓ جیسے مخالفین اسلام قرآن کی چند آیات سن کر حلقہ بگوشِ اسلام ہو سکتے ہیں تو دوسرے بھی ان کی دیکھا دیکھی ایمان لے آئیں گے جن کو روکنا ان کے بس میں نہیں تھا۔ یقیناً ان تمام مطالبات کے باوجود اسلام کی ترقی کو روکنا کسی کے بس میں نہیں تھا اور نہ آئندہ ہی یہ خواب پورا ہو سکتا ہے۔

یہ تھیں ان مظالم کی چند داستانیں جو رحمۃ للعالمین اور آپ کے صحابہ پر مسلسل تیرہ برس تک کئے گئے پھر مدنی زندگی میں بھی کفار مکہ نے مسلمانوں کی نیندیں حرام کئے رکھیں۔

سرکار دو عالمؐ اور آپ کے غلاموں پر جب مظالم انتہا کو پہنچ گئے تو خدا تعالیٰ نے اپنی سنت اُمْلِیْ لَھُمْ اِنَّ کَیْدِیْ مَتِیْنٌ کے مطابق دشمنانِ اسلام کو پکڑا جبکہ انجیل کی پیشگوئی کے مطابق شاہنشاہ دو عالمؐ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ مکہ میں فاتحانہ داخل ہوئے۔ سرداران قریش اور ان کی اولاد میں جنہوں نے

بے پناہ ظلم ڈھائے وہ

وہاں موجود تھے۔ ہندہ جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہؓ کا کلیجہ چبایا تھا۔ موجود تھی۔ اس وقت ان کے چہروں سے یقیناً خوف عیاں ہوگا۔ وہ اپنے کردہ گناہوں کا انجام دیکھ کر لرز رہے ہوں گے۔ وہ اس وقت کو اپنی زندگی کا آخری لمحہ سمجھ رہے ہونگے۔ ایسے وقت میں سرکار دو عالمؐ جو چاہتے سلوک کر سکتے تھے۔ سب جائز تھا۔ لیکن آپؐ نے ان کے مظالم کے خلاف ایسا انتقام لیا۔ ایسے انتقام کی بنیاد رکھی جس سے کفار کے جسم ہی نہیں دل بھی مفتوح ہو گئے اور بعد میں انہی لوگوں نے اپنی زندگیاں اسلام کی راہ میں قربان کر دیں۔ وہ اس نمونہ کو دیکھ کر خدا اور اس کے رسولؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں تمام دنیاوی محبتیں بھول گئے۔ تین سو ساٹھ خداؤں کی پرستش کرنیوالوں کو مخاطب کر کے خدا کے پاک رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا:۔

"لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ"

جاؤ تم سے کوئی باز پرس نہیں کی جائے گی۔

اللہ اللہ! وہ قوم جس نے فتح مکہ ہونے تک وہ بے پناہ ظلم کئے تھے جو وہ کر سکتے تھے۔ ان سے ایسا انتقام لیا کہ خون کی ندیاں بہنے کی بجائے ان کے چہروں سے ندامت کے فوارے پھوٹے۔ انھوں نے اس وقت درد و کرب کی وجہ سے آنسو نہیں بہائے وہ تو خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت پہچان کر تشکر کے آنسو تھے۔ ان کی محبوب خدا سے نفرتیں ذات و عزیٰ کی طرف منتقل ہو گئیں۔ ؎

"لیا ظلم کا عفو سے انتقام"

علیک الصلوٰۃ علیک السلام"

ایک نادان کہہ سکتا ہے کہ حضرت یوسفؑ نے بھی تو اپنے بھائیوں کو لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ کہہ کر معاف کر دیا۔ حضرت محمدؐ کا کون سا انوکھا انتقام ہوا؟ ہم پوچھتے ہیں۔ حضرت یوسفؑ نے کن کو معاف کیا تھا؟ اپنے بھائیوں کو ان بھائیوں کو جنہوں نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ یوسفؑ کو قتل نہ کرو بلکہ باؤلی میں ڈال دو تا کسی قافلے کا شخص کوئی دیکھ کر اٹھا لے کیا اس وقت ان پر اپنے بھائی کی محبت کے جذبات حاوی نہیں تھے۔ خدا تعالیٰ بھی اس واقعہ کو ان الفاظ میں بیان فرماتا ہے۔

"لَا تَقْتُلُوْا یُوْسُفَ وَ اَلْقُوْہُ فِیْ غَیٰبَتِ الْجُبِّ یَلْتَقِطْہُ بَعْضُ السَّیَّارَۃِ اِنْ کُنْتُمْ فٰعِلِیْنَ ۝"

یعنی تم یوسف کو قتل نہ کرو اگر تم نے (کچھ) کرنا (ہی) ہے تو اسے (کسی) باؤلی کی تہہ میں ڈال دو کسی قافلہ کا کوئی شخص اسے (دیکھ کر) اٹھا لے گا۔

ادھر یہ ارادے تھے کہ صبح ناکام ہوئے تو کہتے شام کو محبوب خدا کی زندگی ختم کر دیں گے۔ شام ختم ہوتی تو کہتے صبح ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں گے۔ یہ سلسلہ کئی سالوں پر محیط تھا۔

یہ تھا احکم الحاکمین کے ایک برگزیدہ کا انتقام جس نے گھناؤنے انتقام کی آگ کو ہمیشہ کے لئے الٰہی جماعتوں میں سے ختم کر دیا۔ جس انتقام نے تمام نفرتیں اور بغض محبت میں بدل دیئے۔ جس انتقام نے اس زمانہ کے لوگوں کو ہی نہیں تا قیامت آنے والی نسلوں کو وہ سبق دیا کہ جب بھی حضرت محمد مصطفےٰؐ کا نام لیں صلی اللہ علیہ وسلم کہیں۔ جب بھی صحابہ کا نام لیا جائے رضی اللہ عنہم کہیں۔ کتنے حسین اور نہ مٹنے والے اثرات ہیں اس انتقام کے!

حبیب کبریاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دعا

محترم مولانا غلام باری صاحب سیف - ربوہ

پانچ ہجری کو شوال کے مہینہ میں کفارِ قریش کے لشکر نے جو چوبیس ہزار افراد پر مشتمل تھا مدینہ کا محاصرہ کر لیا۔ اس بار انہوں نے یہود مدینہ کو بھی ساتھ ملایا۔ اور تمام قبائل عرب متحد ہو کر مسلمانوں کو ملیا میٹ کرنے کے لیے میدان میں اتر آئے۔ لشکر کا امیر ابوسفیان تھا۔ اور مختلف قبائل کے الگ الگ بھی امیر تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کے مشورہ سے مدینہ میں قلعہ بند ہو گئے۔ مدینہ کی تین اطراف خندق کھودی گئی۔ ایک طرف پہاڑیوں کی وجہ سے قدرتی دفاع تھا۔ سردیوں کا موسم تھا۔ صحابہؓ نے بھوکے پیاسے رہ کر اپنی اور مدینہ کی حفاظت کے لیے خندق کھودی۔

مسلمانوں کے لیے یہ مرحلہ بہت نازک تھا۔ سورۃ احزاب میں اللہ تعالیٰ اس کا ذکر اس طرح فرماتا ہے۔

اِذْ جَآءُوْکُمْ مِّنْ فَوْقِکُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْکُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ۔ (احزاب آیت ۱۲)

اس وقت کو یاد کرو جب تمہارے مخالف وادی کے بالائی حصہ یعنی شمال کی طرف سے بھی امڈ آئے اور نچلے یعنی جنوبی حصہ سے بھی انہوں نے لشکر کشی کی۔ آنکھوں کی ٹکٹکی لگ گئی۔ یعنی دشمن کے خوف کی وجہ سے ان کی طرف آنکھ اٹھتی نہ تھی۔ اور دل دھڑک دھڑک کر گلے تک پہنچ رہے تھے مومنوں کے لیے یہ بہت بڑی آزمائش تھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ھُنَالِکَ ابْتُلِیَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ زُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِیْدًا (احزاب آیت ۱۲)

مومنوں کے لیے یہ بہت بڑا ابتلا تھا۔ یہ زلزلہ سے کم نہ تھا۔ منافق کہنے لگ گئے تھے۔

مَا وَعَدَنَا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اِلَّا غُرُوْرًا

کہ اللہ اور رسول نے ہم سے جھوٹے وعدے کیے (نعوذ باللہ) لیکن مومنوں کے لیے کوئی خوف نہ تھا وہ کہتے تھے۔

ھٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ

کہ اللہ اور رسولؐ نے ان حالات سے ہمیں پہلے مطلع کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مومنوں کا یہ حال تھا۔

وَمَا زَادَھُمْ اِلَّا اِیْمَانًا وَّتَسْلِیْمًا۔ (احزاب آیت ۲۴)

مومنوں کی اطاعت اور ایمان میں اور اضافہ ہوا۔ اس موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دعا کی مفسرین نے اسی طرح اسے بیان کیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حذیفہؓ کو لشکر کفار کی خبر لانے کے متعلق فرمایا اور خود آسمان کی طرف ہاتھ بلند کیے اور اپنے پروردگار سے کہا۔

یا صریخ المکروبین و یا
مجیب المضطرین اکشف
ھمی و غمی و حزنی فقد تری
حالی و حال اصحابی۔

(تفسیر قرطبی جلد ۱۴ صفحہ ۱۵۸)

اے مصیبت زدوں کی فریاد سننے والے
اے لاچاروں کی دعا قبول کرنے والے
میرے ہم و غم و گھبراہٹ کو دور فرما۔
تو میرا اور میرے ساتھیوں کا حال دیکھ رہا ہے

فانی فی اللہ محبوب خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سیدھی عرش سے ٹکرائی جبرائیل آئے اور کہا۔ اِنَّ اللّٰہَ قَدْ سَمِعَ دَعْوَتَکَ وَکَفَاکَ ھَوْلَ عَدُوِّکَ

خدا نے آپؐ کی دعا قبول فرمائی۔ وہ تیرے دشمن سے خود نپٹ لے گا۔ خدا کے شکر گزار بندے نے جبرائیل سے مژدہ سنا تو دو زانو ہو کر پھر ہاتھ آسمان کی طرف بلند کیے اور کہا

شکراً شکراً کما رحمتنی و رحمت اصحابی۔ (تفسیر قرطبی جلد ۱۴ صفحہ ۱۸۸)

شکر ہے خداوند تیرا شکر ہے کہ تو نے مجھ پر اور میرے صحابہ پر رحم فرمایا۔ حضرت حذیفہؓ جنہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر کفار کا پتہ کرنے کے لیے بھجوایا تھا۔ واپس آئے تو عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ میں گیا تو کفار کے ہر خیمہ کے سامنے آگ جل رہی تھی۔ تیز و تند ہوا آئی۔ جس میں چھوٹے چھوٹے کنکر بھی تھے پر آگ بجھ گئی۔ کنکروں سے بچنے کے لیے کفار اپنے چہروں کو ڈھالوں سے چھپا رہے تھے۔ ابوسفیان امیر لشکر سواری پر سوار النجاء النجاء۔ بچاؤ بچاؤ کی آوازیں دے رہا تھا۔ یہی حال عیینہ بن حصن اور حارث بن عوف اور اقرع بن حابس کا تھا اور میرے دیکھتے دیکھتے تمام لشکر تتر بتر ہو گیا۔

ہر صاحب مقدور احمدی کا فرض ہے کہ اخبار الفضل خود خرید کر پڑھے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اولاد کی خواہش خادم دین بننے کے لیے ہونی چاہیئے

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ اور سیدنا حضرت فضلِ عمر نور اللہ مرقدہٗ کے

تربیتِ اولاد کے بارے میں قیمتی ارشادات

مکرم نعیم احمد بشیر صاحب سرڈوعہ - ربوہ

اولاد اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم اور ایک مقدس امانت ہے جس کی تربیت کی ذمہ داری والدین کے سپرد کی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ نَارًا۔

کہ اے مومنو! تم اپنے آپ کو اور اپنے بیوی بچوں کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے مقدس ارشادات میں تربیتِ اولاد کے ضمن میں والدین کی عظیم ذمہ داری پر روشنی ڈالی ہے۔ اس ضمن میں حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ اور حضرت سیدنا فضلِ عمر نور اللہ مرقدہٗ نے نہایت قیمتی اور گراں قدر ارشادات فرمائے ہیں یہ ارشادات افادۂ احباب کے لیے درج ذیل ہیں۔

اولاد کی خواہش

"اولاد کے لیے اگر خواہش ہو تو اس غرض سے ہو کہ وہ خادم دین ہو۔"

(ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۱۱۰)

"اولاد کی خواہش صرف نیکی کے اصول پر ہونی چاہیئے اس لحاظ سے اور خیال سے نہ ہو کہ وہ ایک گناہ کا خلیفہ باقی رہے۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۳۷۳)

"اولاد کی خواہش تو لوگ بڑی کرتے ہیں اور اولاد ہوتی بھی ہے مگر یہ کبھی نہیں دیکھا گیا کہ وہ اولاد کی تربیت اور ان کو عمدہ اور نیک چلن بنانے اور خدا تعالیٰ کا فرمانبردار بنانے کی سعی اور فکر کریں۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۳۷۲)

بروقت تنبیہ

بہت سے والدین ایسے ہیں جو اپنی اولاد کو بری عادتیں سکھا دیتے ہیں ابتداء میں جب وہ بدی کرنا سیکھنے لگتے ہیں تو ان کو تنبیہ نہیں کرتے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ دن بدن دلیر اور بے باک ہوتے جاتے ہیں۔

ایک حکایت بیان کرتے ہیں کہ ایک لڑکا اپنے جرائم کی وجہ سے پھانسی پر لٹکایا گیا۔ اس آخری وقت میں اس نے خواہش کی کہ میں اپنی ماں سے ملنا چاہتا ہوں جب اس کی ماں آئی تو اس نے ماں کے پاس جاکر کہا کہ میں تیری زبان کو چوسنا چاہتا ہوں۔ جب اس نے زبان نکالی تو اسے کاٹ کھایا۔ دریافت کرنے پر اس نے کہا کہ اسی ماں نے مجھے پھانسی پر چڑھایا ہے کیونکہ اگر یہ مجھے پہلے ہی روکتی تو آج میری یہ حالت نہ ہوتی۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۳۷۳)

"حضرت داؤد علیہ السلام کا ایک قول ہے کہ میں بچہ تھا۔ جوان ہوا۔ اب بوڑھا ہو گیا ہوں میں نے متقی کو کبھی ایسی حالت میں نہیں دیکھا کہ اُسے رزق کی مار ہو اور نہ ہی اس کی اولاد کو ٹکڑے مانگتے دیکھا اللہ تعالیٰ تو کئی پشت تک رعایت رکھتا ہے۔"

(ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۱۰۹)

"مال، اولاد، بیوی، بھائیوں سے پہلے ہی سمجھ لے کہ میرا ان سے کوئی تعلق نہیں سب امانت خداوندی ہیں جب تک ہیں ان کی قدر۔ عزت۔ خاطر مدارت کرو۔ ..... اولاد کو مہمان سمجھنا چاہیئے۔ اس کی خاطر داری کرنی چاہیئے اس کی دلجوئی کرنی چاہیئے مگر خدا تعالیٰ پر کسی کو مقدم نہیں کرنا چاہیئے۔"

(ملفوظات جلد دہم صفحہ ۹۰)

نیک نمونہ

"نیک نمونہ بنو اور اپنی اولاد کے لیے ایک عمدہ نمونہ نیکی اور تقویٰ کا ہو جاؤ اور اس کو متقی اور دیندار بنانے کے لیے سعی اور دعا کرو جس قدر کوشش ان کے لیے مال جمع کرنے کی کرتے ہو اسی قدر کوشش اس امر میں کرو۔"

(ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۱۰۹)

اولاد کے لیے دعا

"جس طرح اور جس قدر سزا دینے میں کوشش کی جاتی ہے کاش دعا میں لگ جائیں اور بچوں کے لیے سوزِ دل سے دعا کرنے کو ایک حزب مقرر کر لیں۔ اس لیے کہ والدین کی دعا کو بچوں کے حق میں خاص قبول بخشا گیا ہے۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۳۷۳)

"میری اپنی تو یہ حالت ہے کہ میری کوئی نماز ایسی نہیں ہے جس میں میں اپنے دوستوں اور اولاد اور بیوی کے لیے دعا نہیں کرتا۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۳۷۲)

اخلاقی حالت کو درست کیا جائے

"حاصل کلام یہ کہ لوگ اولاد کی خواہش تو کرتے ہیں مگر نہ اس لیے کہ وہ خادم دین ہو بلکہ اس لیے کہ دنیا میں ان کا وارث ہو۔ اور جب اولاد ہوتی ہے تو اس کی تربیت کا فکر نہیں کیا جاتا۔ نہ اس کے عقائد کی اصلاح کی جاتی ہے اور نہ اخلاقی حالت کو درست کیا جاتا ہے ..... اللہ تعالیٰ نے تو اولاد کی خواہش کو اس طرح قرآن میں بیان فرمایا ہے۔

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّیّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْیُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا۔

یعنی خدا ہم کو ہماری بیویوں اور بچوں سے آنکھ کی ٹھنڈک عطا فرما دے۔ اور یہ تب ہی میسر آسکتی ہے کہ فسق و فجور کی زندگی بسر نہ کرتے ہوں۔ بلکہ عباد الرحمٰن کی زندگی بسر کرنے والے ہوں اور خدا کو ہر شے پر مقدم کرنے والے ہوں۔ اور آگے کھول کر کہہ دیا۔ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا۔ اولاد اگر نیک اور متقی ہو تو یہ ان کا امام ہی ہوگا۔ اس سے گویا متقی ہونے کی بھی دعا ہے۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۳۷۳)

ارشادات سیدنا حضرت فضلِ عمر نور اللہ مرقدہٗ

ماؤں کی ذمہ داری

"میں احمدی ماؤں کو خصوصیت سے اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے ننھے ننھے بچوں میں خدا پرستی کا جذبہ پیدا کرنے کے لیے ہر وقت کوشاں رہیں۔ وہ انہیں لغو۔ مخرب اخلاق اور بے سروپا کہانیاں سنانے کی بجائے نتیجہ خیز، مفید اور دیندار بنانے والے قصے سنائیں۔ ان کے سامنے ہرگز کوئی ایسی بات چیت نہ کریں جس سے بد خلقی کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہو۔ پھر اگر نادانی سے کوئی بات خلاف مذہب کہتا ہے یا کرتا ہے اسے فوراً روکا جائے اور ہر وقت اس بات کی کوشش کریں کہ اللہ تعالیٰ کی محبت ان کے قلب میں جاگزیں ہو۔ اپنے بچوں کو کبھی آوارہ نہ پھرنے دو۔ ان کو آزاد نہ ہونے دو کہ وہ حدود اللہ کو توڑنے لگیں۔ ان کے کاموں کو انضباط کے اندر رکھو اور ہر وقت نگرانی رکھو۔"

(الفضل ۱۰ ستمبر ۱۹۱۳ء)

"اصل ذمہ داری عورتوں پر بچوں کی تعلیم و تربیت کی ہے۔ اور یہ ذمہ داری جہاد کی ذمہ داری سے کچھ کم نہیں۔ اگر بچوں کی تربیت اچھی نہ ہو تو قوم ضرور ایک نہ ایک دن تباہ ہو جاتی ہے پس کسی قوم کی تباہی اور بربادی کا دارومدار اس قوم کی عورتوں پر ہی ہے اگر آجکل کی مائیں اپنی اولادوں کی تربیت اس طرح کرتیں جس طرح (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی) صحابیاتؓ نے کی تو کیا یہ ممکن نہیں تھا۔ کہ ان کے بچے بھی ویسے ہی قوم کے جاں نثار سپاہی ہوتے جیسے کہ (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی) صحابیاتؓ کی اولادیں تھیں۔"

(مصباح ۱ جنوری ۱۹۳۹ء)

"بچہ کے کان میں اعلانِ توحید کا حکم دینے سے ماں باپ کو یہ امر سمجھانا مطلوب ہے کہ بچہ کی تربیت کا وقت ابھی سے شروع ہو گیا ہے۔ اس کے علاوہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بچوں کو بچپن سے ادب سکھانے کا حکم دیا ہے اور اپنے عزیزوں کو بھی بچپن میں ادب سکھا کر عملی ثبوت دیا ہے۔ حدیثوں میں آتا ہے کہ امام حسنؓ جب چھوٹے تھے تو ایک دن کھانا کھاتے وقت آپؐ نے ان کو فرمایا کُلْ بِیَمِیْنِكَ وَكُلْ مِمَّا یَلِیْكَ

(باقی صفحہ ۷ پر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت منشی نور محمد صاحب آف قادیان کا ذکر خیر

از مکرم محمود احمد سنوری صاحب

ہمارے نہایت ہی پیارے۔ درویش صفت، سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خادم اور خدا اور رسول ؐ کے عاشق حضرت منشی نور محمد صاحب (اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو) محترم حضرت فتح محمد صاحب آف کہروڑ پکا کے سب سے بڑے صاحبزادے اور ہمارے چچا اور حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے رفقاء میں سے تھے۔

مرحوم نے جب حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ (اللہ تعالیٰ کی آپ پر بے پایاں رحمتیں ہوں) کا تذکرہ سنا اور آپ کی کتب و اشتہارات پڑھے تو بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہو گئے۔ جس کی وجہ سے آپ کو بہت مصائب برداشت کرنے پڑے۔ کچھ عرصہ بعد گلگت تشریف لے گئے اور وہاں سرکاری ملازمت کر لی۔ اور قادیان آتے جاتے رہے۔ یہ قدرت ثانیہ کے مظہر اول کا زمانہ تھا۔ ایک دفعہ حضور سے دست بستہ عرض کیا:۔

"حضور میرا دل دنیا کی طرف نہیں لگتا بلکہ دین کی خدمت کرنے کی تڑپ ہے۔ للہ حضور اجازت دیں تو قادیان حاضر خدمت ہو کر دین کی خدمت بجا لاؤں۔"

چنانچہ سیدنا حضرت مولانا نورالدین صاحب (اللہ آپ سے راضی ہو) نے اجازت مرحمت فرمائی اور آپ کا تقرر بطور ہیڈ کلرک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گیا۔ اور قیام پاکستان تک سلسلہ کی خدمت بجا لاتے رہے اور صبر و شکر کا مظاہرہ کیا۔ اور اس زمانہ میں قلیل تنخواہ کے باوجود تنگی ترشی سے گزر اوقات کرتے رہے اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت پر فخر کرتے رہے۔ جب آپ گلگت گئے تھے وہاں آپ کے ساتھی حضرت خان بہادر غلام محمد خان صاحب تھے جو آپ کے برابر عہدہ پر تھے وہ ترقی کرتے کرتے بڑے اعلیٰ عہدہ پر فائز ہو گئے تھے اور ان کو خان بہادر کا خطاب بھی سرکار کی طرف سے ملا تھا لیکن آپ سلسلہ احمدیہ کی خدمت بجا لانے کو زیادہ افضل سمجھتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ دنیا کے اعلیٰ عہدہ سے میرے پیارے اور مقدس امام کی غلامی اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت ہزاروں درجہ بہتر ہے۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ۔

آپ نے تین شادیاں کیں۔ لیکن کوئی اولاد نہ ہوئی۔ پہلی شادی محترمہ اللہ دی بی صاحبہ (مرحومہ) سے ہوئی۔ اولاد نہ ہونے پر دوسری شادی ہماری پھوپھی صاحبہ محترمہ اختر النساء صاحبہ سے ہوئی آپ بہت نیک، سلیم الطبع، دعا گو، تہجد گزار بزرگ تھے۔ اپنی بیویوں سے احکام شریعت کے مطابق سلوک کرنے کی پوری پوری کوشش کرتے تھے۔ تنخواہ ملنے پر برابر تقسیم کرتے۔ ہر بیوی کی باری کا پورا خیال رکھتے اور روزانہ عصر کے بعد دوسرے گھر چلے جایا کرتے اور جس دن باری نہ ہو اس دن بھی اس بیوی کے ہاں جا کر اس کی صحت اور حالات کے متعلق دریافت کرتے۔ آپ بیویوں کے رشتہ داروں سے بھی حسن معاشرت کرتے۔ بچوں سے بہت پیار کرتے۔ آپ کی نرم طبیعت۔ حسن اخلاق اور شفقت کا یہ عالم تھا کہ آپ کے بھائیوں اور بہنوں کے بہت سے بچوں نے آپ کے ہاں پرورش پائی۔

لوگ کہتے ہیں کہ جس کے ہاں اولاد نہ ہو وہ سخت دل ہوتا ہے لیکن آپ باوجود اپنی اولاد نہ ہونے کے اپنے عزیز رشتہ دار بچوں سے نہایت شفقت فرماتے۔ انہیں قرآن کریم بھی پڑھایا کرتے۔ دینی مسائل نہایت پیارے رنگ میں محبت کے لہجہ میں سمجھایا کرتے ہم سب بہن بھائیوں کی تربیت بھی آپ نے ہی کی تھی اور قرآن کریم بھی ہمیں آپ ہی نے پڑھایا۔ نماز باجماعت کی نہ صرف تاکید کرتے بلکہ نماز باجماعت کی ادائیگی کے لئے اکثر اپنے ہمراہ بھی لے جاتے۔ آپ نے کبھی نہ کسی بچے کو مارا اور نہ ہی جھڑکا بلکہ نہایت شفقت کا سلوک کرتے۔ علم تعبیر الرؤیا اور علم نجوم میں کافی دسترس حاصل تھی۔

آپ ۱۹۰۰ء سے پہلے کے منشی فاضل تھے۔ آپ کا خط بھی بہت پاکیزہ تھا۔ آپ تقویٰ شعار اور نیکوکار تھے۔ آپ کی نیکی پرہیزگاری اور دینداری کے سب لوگ مداح تھے۔ چنانچہ ملفوظات جلد دہم صفحہ ۱۶۷ پر یہ الفاظ ذکر ہے:۔

"۷ مارچ ۱۹۰۸ء کو ایک صاحب علاقہ بلوچستان نے حضرت اقدس کی خدمت میں خط لکھا کہ "آپ کا ایک مرید نور محمد نام میرا دلی دوست ہے وہ بڑا نمازی ہے۔ نیکوکار ہے۔ سب اس کی عزت کرتے ہیں ہمہ صفت موصوف خلیق شخص ہے۔ دیندار ہے اس سے ہم کو آپ کے حالات معلوم ہوئے تو ہمارا عقیدہ یہ ہو گیا ہے کہ حضور بڑے ہی خیر خواہ امت محمدیہ و مداح جناب رسول مقبول ؐ و اصحاب کبار ؓ ہیں۔"

آپ کی قادیان میں رہائش کا کافی عرصہ محلہ دارالفتوح میں حضرت والد صاحب مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری کے مکان میں گزرا۔ اس مکان میں مستورات میں سالہا سال تک قرآن کریم کا درس بابا حسن محمد صاحب دیتے رہے۔

ہمسایوں نے کئی مرتبہ شرارت کی بھی کوشش کی لیکن آپ نے ان سے ہمیشہ حسن سلوک کیا اور کبھی جھگڑا فساد ہونے کی نوبت نہ آنے دی۔ اور اپنی اہلیہ محترمہ کو بھی ہمسایوں سے اچھے اخلاق کے ساتھ پیش آنے کی تلقین کی۔ آپ کی نیکی۔ تقویٰ اور پرہیزگاری اور دین محمدی سے عشق کا سچا تعلق رنگ لایا اور آپ کے والد بزرگوار حضرت فتح محمد صاحب جو کہ تحصیلدار اور کوئٹہ میں تحصیلدار تھے۔ آپ کے ذریعہ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہو گئے اور پھر جب آپ کے والد صاحب قادیان تشریف لائے تو وہ آپ کی مومنانہ شان اور درویشانہ زندگی سے بیحد متاثر ہوئے اور آپ کو دس ہزار روپے مکان کی تعمیر کے لئے عنایت فرمایا۔ یہ اغلباً ۱۹۲۴ء یا ۱۹۲۵ء کی بات ہو گی آپ نے محلہ ربوہ چھلہ (دارالفتوح) کے قریب پرائمری سکول کے نزدیک "نور منزل" کے نام سے ایک کئی منزلہ پختہ مکان تعمیر کیا جس کی ۳ منزلیں اب بھی باقی ہیں۔ آپ کے سب بھائی اور بہنیں آپ کے ذریعہ احمدیت میں داخل ہوئے۔

تقسیم ملک کے بعد آپ قادیان سے کوئٹہ تشریف لے آئے اور کچھ عرصہ کوئٹہ میں سنڈیمن لائبریری میں بطور لائبریرین کام کرتے رہے اور اپنی وفات کے وقت تک جو کہ ۱۹۶۱ء میں ہوئی کوئٹہ میں ہی مقیم رہے۔

آپ نے کوئٹہ میں گوالمنڈی کے علاقہ میں ایک مکان بذریعہ الاٹمنٹ حاصل کیا۔ اس مکان میں محلہ کے احباب کو اکٹھا کر کے نظام جماعت کے تحت آپ باجماعت نمازیں ادا کیا کرتے تھے۔

آپ کی وفات کے بعد بھی یہ مکان بطور سنٹر استعمال ہوتا رہا۔ اسی طرح آپ کی اہلیہ محترمہ اختر النساء صاحبہ بھی اسی خواہش کا اظہار کیا کرتی تھیں۔ حضرت پھوپھا صاحب کی وفات کے بعد محترمہ پھوپھی صاحبہ نے بصد ہمت و کوشش اس مکان کی قیمت کا بیشتر حصہ ادا کیا اور یہ مکان محترمہ پھوپھی صاحبہ کی ملکیت ہو گیا۔ آپ کی چونکہ کوئی اولاد نہیں تھی۔ لہٰذا ان کی وفات کے بعد ہم چاروں بھائی۔ ۱۔ محمود احمد آف کوئٹہ۔ ۲۔ مسعود احمد خورشید۔ کراچی ۳۔ داؤد احمد صاحب گلزار لندن۔ ۴۔ نصرت اللہ ناصر لندن۔ اس مکان کے وارث اور حقدار قرار دیئے گئے۔ اور قانونی طور پر یہ مکان ہمارے نام منتقل ہو گیا۔

چونکہ دونوں بزرگان حضرت پھوپھا صاحب اور محترمہ پھوپھی صاحبہ خواہش مند تھے کہ ان کا مکان جماعتی اغراض کے لیے استعمال ہو۔ لہٰذا محترمہ پھوپھی صاحبہ کی وفات کے بعد ہم چاروں بھائیوں نے متفقہ فیصلہ کیا کہ تمام واجبات کی ادائیگی مہیا کرنے کے بعد مذکورہ جائیداد کی فروخت سے جو رقم حاصل ہو اور باقی بچے اس سے محترم پھوپھا صاحب کا حج بدل کرایا جائے اور بقیہ رقم سلسلہ عالیہ احمدیہ کے کاموں پر صرف کی جائے۔ چنانچہ مبلغ پچاس ہزار روپے کا چیک سیدنا حضرت مرزا ناصر احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں برائے توسیع فضل عمر ہسپتال ربوہ پیش کیا گیا اور مبلغ ایک لاکھ روپے کی رقم علی الحساب جماعت احمدیہ کوئٹہ کی خدمت میں برائے توسیع البیت احمدیہ کوئٹہ (تعمیر ہال لجنہ اماء اللہ کی مد میں) پیش کر دی گئی۔ تاکہ مرحومین کی روح کو دائمی ثواب ملتا رہے۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان بابرکت وجودوں کو جو اب اپنے پیارے خالق و مالک حقیقی کے حضور حاضر ہو چکے ہیں اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون ہیں۔ اپنے فضل و کرم سے رحمت اور مغفرت کا سلوک کرے اور ان کے درجات کو بلند کرتا رہے۔

یہ دونوں بزرگ میاں بیوی چونکہ احمدیت کے فدائی تھے۔ اور اکثر احمدیت کے لیے اور تمام احمدی بھائی بہنوں اور آئندہ نسلوں کی دینی و دنیاوی ترقیات کے لیے دعا گو رہتے تھے۔ اور چونکہ ان کی اپنی اولاد نہیں ہے اس لیے وہ تمام احمدی بھائی بہنوں کی دعاؤں کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حق دار ہیں۔ قارئین الفضل سے درخواست ہے کہ اپنی دعاؤں میں انہیں یاد رکھیں۔

اسی ضمن میں محترمہ بھوپھی اختر النساء صاحبہ کا ذکر خیر بھی ضروری ہے آپ محترم حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری کی چھوٹی ہمشیرہ تھیں اور حضرت مولوی محمد موسےٰ صاحب کی چھوٹی صاحبزادی تھیں۔ دعا گو۔ نیک نرم گفتار بے حد شفقت کرنے والی بزرگ خاتون تھیں آپ کو حج کی سعادت بھی نصیب ہوئی تھی۔ کوئٹہ۔ ربوہ اور قادیان میں بھی اعتکاف بیٹھتی رہیں۔ بعض احباب انہیں دعاؤں کے لیے درخواست کرتے۔ باقاعدہ نماز تہجد ادا کرتیں اور اپنی سجدہ گاہ کو آنسوؤں سے تر کر دیتی تھیں۔

محترمہ پھپھی صاحبہ نے اپنی عمر کے آخر ایام کوئٹہ میں یا محلہ دارالنصر غربی ربوہ میں گزارے اور ان جگہوں کے لوگ آپ کی محبت شفقت نیکی اور دینداری کے گواہ ہیں۔ اور باوجود خود ساری عمر تنگ دستی کی حالت میں صبر و شکر کے ساتھ گزارا کرنے کے دوسروں کی مالی امداد کرتی رہیں یا ان کو کپڑے وغیرہ دیتیں یا راشن وغیرہ فراہم کر دیا کرتیں۔ اللہ تبارک تعالےٰ ان سے ان کی حسن نیت سے بڑھ کر معاملہ کرے اور اپنی رحمت اور مغفرت کی وسیع چادر میں ان کے درجات کو ہمیشہ بلند سے بلند تر کرتا رہے آمین۔

(بقیہ تربیت اولاد)

کہ دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے آگے سے کھاؤ۔ حضرت امام حسنؓ کی عمر اس وقت اڑھائی برس کے قریب ہوگی ہمارے ملک میں اگر بچہ سارے کھانے میں ہاتھ ڈالتا اور سارا منہ بھر لیتا ہے بلکہ اردگرد بیٹھنے والوں کے کپڑے بھی خراب کرتا ہے تو ماں باپ ہنستے ہیں اور کچھ پرواہ نہیں کرتے یا یونہی معمولی سی بات کہہ دیتے ہیں جس سے ان کا مقصد بچہ کو سمجھانا نہیں بلکہ دوسروں کو دکھانا ہوتا ہے۔"

(مصباح مئی ۱۹۴۵ء)

گمشدہ گھڑی

ایک عدد OMAX گھڑی چند دن ہوئے بازار سے گھر جاتے ہوئے راستہ میں کہیں گر گئی ہے۔ جن صاحب کو ملے پہنچا کر شکریہ کا موقعہ دیں۔

(ظہیر احمد انور کارکن دفتر خدام الاحمدیہ ربوہ)

درخواست ہائے دعا

● خاکسار کا بچہ بعمر ۵ سال ٹی بی کے مرض میں مبتلا ہے۔
(محمد رفیق اکبر۔ دارالرحمت غربی ربوہ)

● برادرم مکرم صفدر جنگ ہمایوں لاہور میں کچھ عرصہ سے بیمار ہیں۔
(شیخ محمد اکرام۔ ربوہ)

● خاکسار عرصہ ۱½ سال سے دائیں گھٹنے میں درد اور کھچاؤ کی وجہ سے تکلیف میں ہے۔ (صوفی محمد ابراہیم جالندھری۔ سرگودھا)

● خاکسار آج کل کچھ ذہنی پریشانیوں میں مبتلا ہے۔ (اشفاق احمد
اشفاق ٹیلر ماسٹر رحمت بازار ربوہ
احباب ان سب کے لئے دعا کریں۔

گمشدہ اشیاء

(۱) میری یاماہا (YAMAHA) موٹر سائیکل نمبر LHD/1269 کے کاغذات دارالصدر سے گول بازار آتے ہوئے کہیں گر گئے ہیں۔ کاغذات پر لاہور دھرم پورہ کا پتہ درج ہے۔ براہ کرم جس کو کاغذات ملیں وہ عوامی آٹو ز ریلوے روڈ ربوہ کو پہنچا دیں! جزاکم اللہ! (منور احمد فاروقی)

(۲) ایک لیڈیز گھڑی CASIO (کیسیو) عید الفطر کے روز دارالعلوم غربی سے دارالنصر وسطی جاتے ہوئے کہیں گر گئی ہے اگر کسی کو ملے تو براہ کرم خاکسار کو مندرجہ ذیل پتہ پر پہنچا دیں۔ گھڑی لانے والے کو مبلغ پچاس روپے انعام بھی دیا جائے گا۔ (مقبول احمد خالد
کارکن دفتر وصیت۔ ربوہ)

(۳) کچھ نقدی خاکسار کی دکان "احسان جنرل سٹور" گول بازار ربوہ میں گری ہوئی ملی ہے۔ جس کی ہو نشانی بتلا کر حاصل کر لیں۔ (محمد احسان بٹ
احسان جنرل سٹور گول بازار۔ ربوہ)

(۴) خاکسار کو کچھ رقم البیت الناصر محلہ دارالرحمت غربی کے قریب سے ملی ہے۔ جن صاحب کی ہو وہ خاکسار سے رجوع کریں (سید ندیم احمد ۴۶/۱۶ محلہ دارالرحمت وسطی ربوہ)

"ارشادات عالیہ" (بقیہ صفحہ اوّل)

باہم بخل اور کینہ اور حسد اور بغض اور بے مہری چھوڑ دو اور ایک ہو جاؤ۔ قرآن شریف کے بڑے حکم دو ہی ہیں۔ ایک توحید و محبت و اطاعت باری عزّ اسمہٗ، دوسری ہمدردی اپنے بھائیوں اور بنی نوع کی۔"

(ازالہ اوہام ص ۴۴۶، ۴۵۰)

(بقیہ اداریہ صفحہ ۲)

کو دور کرنے کی غرض سے تشریف لائے تھے جو دنیا میں حد سے زیادہ انہماک کی وجہ سے پیدا ہو گئی تھی۔ آپ نے اس بارہ میں راہ حق کو خوب کھول کھول کر واضح فرمایا۔ مثال کے طور پر آپ فرماتے ہیں:۔

"تذکرۃ الاولیاء میں ہے کہ ایک شخص ہزارہا روپے کا لین دین کرنے میں مصروف تھا۔ ایک ولی اللہ نے اس کو دیکھا اور کشفی نگاہ اس پر ڈالی اسے معلوم ہوا کہ اس شخص کا دل باوجود اس قدر لین دین روپیہ کے خدا تعالےٰ سے ایک دم کے لئے بھی غافل نہ تھا۔ ایسے ہی آدمیوں کے متعلق خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ یعنی کوئی تجارت اور خرید و فروخت ان کو ذکر الٰہی (اور جملہ دیگر دینی فرائض سے) غافل نہیں کرتی

انسان کا کمال یہی ہے کہ دنیوی کاروبار میں بھی مصروف رہے اور خدا کو بھی نہ بھولے۔ وہ ٹٹو بھس کام کا ہے جو بوقت بوجھ لادنے کے بیٹھ جاتا ہے اور جب خالی ہو تو خوب چلتا ہے، وہ قابل تعریف نہیں۔ وہ فقیر جو دنیوی کاموں سے گھبرا کر گوشہ نشین بن جاتا ہے وہ ایک کمزوری دکھلاتا ہے۔ اسلام میں رہبانیت نہیں۔ ہم کبھی نہیں کہتے کہ عورتوں کو اور بال بچوں کو ترک کر دو اور دنیاوی کاروبار کو چھوڑ دو۔ نہیں بلکہ ملازم کو چاہیئے کہ وہ اپنی ملازمت کے فرائض ادا کرے اور تاجر اپنی تجارت کے کاروبار کو پورا کرے لیکن دین کو دنیا پر مقدم رکھے۔" (ملفوظات جلد نہم ص ۲۰۶)

الغرض جملہ دنیوی ذمہ داریوں کو کما حقہ ادا کرنے کے ساتھ ساتھ دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہوئے جملہ دینی فرائض کو کمال مستعدی کے ساتھ بجا لانا اور اس طرح دنیا کو دین کا خادم بنانا از بس ضروری ہے اور ہر قسم کے فساد و بگاڑ سے پاک یہی وہ راہ اعتدال ہے جس پر گامزن رہنا بحیثیت احمدی ہمارا اولین فرض ہے۔

مستقل قربانی

"پھر یہ امر بھی اچھی طرح یاد رکھو کہ قربانی وہی ہے جو موت تک کی جاتی ہے۔ پس جو آخر تک ثابت قدم رہتا ہے وہی ثواب بھی پاتا ہے۔"

(خطبہ جمعہ ۷ جنوری ۱۹۳۸ء)

(قیادت تحریک جدید۔ مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

الفضل کی اشاعت پندرہ ۱۵ بیس ۲۰ ہزار تک پہنچائیے!

کوئی کام ناممکن نہیں

ہمارے پیارے آقا نے "الفضل" کی اشاعت پندرہ بیس ہزار تک لے جانے کا ارشاد فرمایا ہے۔ بظاہر یہ ایک ناممکن حد تک مشکل کام دکھائی دیتا ہے۔ مگر جب حضور ایدہ اللہ کی دعائیں ساتھ ہوں تو خدا کے فضل سے کوئی کام ناممکن نہیں رہتا۔ تمام عہدیداران جماعت اس نظریہ کے تحت کام کریں تو الفضل کی اشاعت حضور کی منشاء مبارک تک بڑھ سکتی ہے۔ احباب کرام و عہدیداران جماعت خصوصی توجہ فرمائیں!

(منیجر "الفضل" ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تمام کمزوریاں اور گناہ صفاتِ الٰہیہ کو نہ سمجھنے سے پیدا ہوتی ہیں

چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات پر غور کریں اور ان پر اپنے ایمان کو مضبوط کریں

اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ کی تفسیر میں حضرت سیدنا فضل عمر نور اللہ مرقدہٗ کے ارشادات

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد نور اللہ مرقدہٗ سورۃ البقرہ کی آیت۔

اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

اس میں یہ بتایا کہ کمزور ایمان والوں کا ڈر اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان نہ ہونے اور اس کی صفات کو پوری طرح نہ سمجھنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ آخر وہ قربانیوں سے کیوں ڈرتے ہیں؟ اسی وجہ سے تاکہ ایسا نہ ہو کہ کفار کے ہاتھوں ہم دکھ اٹھائیں حالانکہ اگر انہیں اللہ تعالیٰ کی صفات پر پورا یقین ہو تو وہ کبھی اس شبہ میں مبتلا نہ ہوں اگر ان کو یہ یقین ہو کہ خدا تعالیٰ ہر امر جس کا فیصلہ کرے اس پر قادر ہے تو کفار کی طرف سے کسی خطرہ سے کیوں ڈریں ان کو جاننا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ جس امر کا ارادہ کر لے اس پر پورا قادر ہوتا ہے اور اس کے ارادہ کو پورا ہونے سے کوئی شخص روک نہیں سکتا پھر جب اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ (اپنے دین) کو ترقی دے اور غلبہ عطا کرے تو اس کے اس ارادہ کو کفار خواہ بظاہر کتنے ہی زیادہ کیوں نہ ہوں اور ان کے پاس کتنے ہی سامان کیوں نہ ہوں کس طرح پورا ہونے سے روک سکتے ہیں۔ پس چاہیئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی صفات پر غور کریں اور ان پر اپنے ایمان کو مضبوط کریں۔ پھر ان کا ڈر آپ ہی آپ دور ہو جائے گا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ تمام کمزوریاں اور گناہ صفاتِ الٰہیہ کے نہ سمجھنے اور ان پر کامل ایمان نہ ہونے سے پیدا ہوتے ہیں۔ پس جس شخص کے دل میں ماسوا اللہ کا ڈر پیدا ہو اسے سمجھ لینا چاہیئے کہ اس ڈر کی نسبت کے مطابق اس کے دل میں خدا تعالیٰ کی صفات کے متعلق ایمان میں کمی ہے ورنہ وہ ڈر پیدا ہی نہ ہو سکتا۔

اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ پر بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ کیا خدا تعالیٰ مرنے پر قادر ہے؟ یا کیا خدا تعالیٰ جھوٹ بولنے پر بھی قادر ہے۔ یہ اعتراض بالکل بے سوچے سمجھے کیا گیا ہے کیونکہ قدیر کا لفظ تو قدرت اور طاقت کے کمال پر دلالت کرتا ہے۔ پھر کیا مرنا اور جھوٹ بولنا قدرت اور طاقت کی علامتیں ہیں کہ اس آیت سے یہ نتیجہ نکالا جائے کہ خدا تعالیٰ مرنے پر اور جھوٹ بولنے پر بھی قادر ہے۔ یہ تو ایسا ہی اعتراض ہے جیسے کوئی کہے کہ فلاں شخص بڑا بہادر ہے تو دوسرا اعتراض کرے کہ کیا وہ ایسا بہادر ہے کہ چور سے ڈر کر بھاگ بھی سکتا ہے۔ ایسے معترض کو کون شخص عقلمندوں میں شمار کرے گا۔

دوسرے یہ بھی یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسے معترضین کو خاموش کرنے کے لئے عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ کے الفاظ استعمال کئے ہیں اور شَیْءٍ کے معنی چاہی ہوئی چیز کے ہوتے ہیں۔ پس اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ ہر اس چیز پر قادر ہے جس کا وہ ارادہ کرے۔ ان الفاظ سے وہ اعتراض کلی طور پر باطل ہو جاتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ موت اور جھوٹ کا ارادہ نہیں کرتا کیونکہ یہ قدرت نہیں بلکہ ضعف کی علامت ہے۔"

(تفسیر کبیر جلد اوّل صفحہ ۲۰۲)

(بقیہ انسانی تمدن)

براعظموں میں صرف چند لاکھ آدمی رہ رہے ہیں اور دوسروں کو ان ممالک میں آکر بسنے سے روکا جاتا ہے۔ ہندوستان میں چالیس کروڑ کے قریب آبادی ہے (یہ قریباً ۱۹۴۰ء کی بات ہے۔ ناقل) اور آسٹریلیا جو اس سے دگنے سے قریب ہے اس میں کل ستر لاکھ آبادی ہے لیکن ہندوستانیوں کو اس میں جا کر بسنے سے روکا جاتا ہے۔"

(تفسیر کبیر جلد اوّل صفحہ ۳۳۷)

ضرورت

برائے پلاسٹک فیکٹری و جنرل انجینئرنگ

آسامی		قابلیت و تجربہ
(۱) مشین آپریٹر	MACHINE OPRATOR	پولی ٹیکنیک ڈپلومہ
(۲) مینٹیننس مکینک	MAINTENANCE MECHANIC	" "
(۳) مینٹیننس الیکٹریشن	MAINTENANCE ELECTRITION	" "
(۴) ڈائی فٹر	DIE FITTER.	تجربہ دس سال
(۵) ٹرنر	TURNER	" ۵ "
(۶) ویلڈر	WELDER	" ۵ "

نوٹ: تنخواہ حسب قابلیت دی جائے گی۔ درخواستیں معہ تعلیمی اسناد و مکمل تفصیلات اور امیر جماعت / پریذیڈنٹ کی تصدیق کے ساتھ مندرجہ ذیل پتہ پر روانہ کی جائیں

انٹرونگ انجینئرنگ کمپنی

2-2-3 ڈی سمال انڈسٹریز اسٹیٹ گوجرانوالہ

فوری برائے فروخت

جنرل سٹور و میڈیکل سٹور کے لیے اعلیٰ لکڑی کا فرنیچر نہایت کم قیمت پر فوری برائے فروخت ہے

رابطہ کے لیے فینسی جنرل سٹور

رحمت بازار ربوہ

انشاء اللہ العزیز

حضرت حکیم نظام جان کے فرزند جانشین

حکیم عبدالحمید صاحب اعوان

مشہور دواخانہ چوک داتہ زید کا

جو مستقل طور پر کام کر رہے ہیں ۱۵، ۱۶ جولائی کو حاضر ہوں گے

منیجر مشہور دواخانہ چوک داتہ زید کا

نارووال مریدکے روڈ ضلع سیالکوٹ

روغنی نان

دستیاب ہیں

لذیذ چرغہ ہاؤس

فضل الٰہی مارکیٹ، ربوہ